مولانا ابوتراب محمد حسین مرحوم ہزاروی

قسط (۱)

تحقیق تقلید

قارئینِ محترم، اس ماہ ہم ایک نیا سلسلہ "تحقیقِ تقلید" شروع کر رہے ہیں۔ خدا گواہ ہے کہ اس سے ہمارے پیشِ نظر کسی کی دلآزاری یا تذلیل و تحقیر نہیں، بلکہ نہایت نیک نیتی اور صفائی باطنی کے ساتھ احقاقِ حق ہمارا مقصود ہے! ——— ناظرین سے التماس ہے کہ وہ کسی خاص فرقہ یا مذہب کے عقائد سے خالی الذہن ہو کر اور ہر قسم کے تعصب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس کا مطالعہ فرمائیں۔ پھر خود فیصلہ کریں کہ طبعِ سلیم آپ کو کس طرف مائل کرتی ہے ——— ہمیں امید ہے کہ تلاشِ حق کیلئے یہ سلسلہ ان شاء اللہ بحمد مفید رہے گا۔ اللّٰھمّ أرنا الحقّ حقًّا وّارزقنا اتّباعہ، آمین!

(ادارہ)

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد:

علمائے والاشان و ناقدین قوی العرفان پر واضح ہو کہ راقم الحروف نے اپنے ایک رسالہ میں تحریر کیا تھا کہ ابوحنیفہ نام کے بیس ۲۰ فقیہ اس امت میں گزرے ہیں جیسا کہ قاموس وغیرہ میں لکھا ہے کہ اس نام کا ایک ذی علم شخص فرقہ شیعہ اور معتزلہ میں بھی گزرا ہے۔ عجب نہیں کہ فقہ حنفی میں ان سب کے اقوال جمع ہوں اور سب مذہب حضرت امام ابوحنیفہؒ کا سمجھا گیا ہو ——— کس نے تحقیق کیا ہے کہ یہ قول کس ابوحنیفہ کا ہے؟

اس عبارت پر ایک فاضل نے تحریر فرمایا کہ کتب فقہ منیۃ المصلی سے لیکر ہدایہ وغیرہ تک ایک مسئلہ ایسا نکالو جو شیعہ روافض کے مذہب کے مطابق ہو اور تعداد بیس ابوحنیفہ کی ثابت کرو ——— ہرگز یہ بات پایۂ ثبوت کو نہ پہنچے گی بلکہ آپ کا یہ کہنا علم فقہ پر دھبہ لگانا اور مذہب امام اعظم کو بدنام کرنا ہے۔"

اس بنا پر مجھے یہ رسالہ لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ ہمارا اعتقاد ہے کہ تمام ایسے اقوال و مسائل جو کتب فقہ میں بلا سند یعنی بالغیب "حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کئے گئے ہیں اور جو قرآنِ عظیم، احادیثِ صحیحہ اور اقوالِ سلف و خلف (یعنی صحابہ کرام و تابعین عظام کے مخالف ہیں، یہ سب دوسرے (ابوحنیفوں) کے اقوال وغیرہ میں سے ہوں گے جو غلطی سے پچھلے حنفیوں نے

اپنے مذہب میں داخل کر لئے ورنہ امام صاحب ان فتاووں سے بری الذمہ ہیں جیسا کہ آئندہ ہم بالتشریح والتصریح لکھیں گے۔ ان شاء اللہ!

برأت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ :

کہا معتزلہ نے کہ امام ابوحنیفہ معتزلہ تھے اور کتب فقہ اکبر ابوحنیفہ بخاری کی ہے نہ نعمان ابوحنیفہ کوفی کی۔ "وزعموا انہ کان من المعتزلۃ" — اور کسی نے کہا کہ امام صاحب قدریہ تھے۔ اور بعض نے کہا کہ جبریہ تھے۔ اور کسی نے کہا زیدیہ تھے۔ اور بعض نے کہا کہ آپ قائلِ خلقِ قرآن تھے۔ الغرض بہت سے اقوال ہیں جو مختلف کتب فقہ میں پائے جاتے ہیں۔ اور صحیح یہ ہے کہ یہ سب غلط ہیں۔ اگر امام صاحب کی کوئی تصنیف اس وقت موجود ہوتی تو آپ پر اس قدر الزام نہ لگتے۔

کہا علامہ شمس الدین الکردی العمادی نے کہ نہ تھے امام اعظم قدریہ نہ خیریہ، نہ مرجیہ نہ زیدیہ، نہ معتزلہ اور نہ قائلِ خلقِ قرآن بلکہ سنی المذہب تھے۔ چنانچہ ان کا اپنا قول ہے :

"اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَھُوَ مَذْھَبِیْ"

کہ "جب صحیح حدیث مل جائے پس وہی مذہب میرا ہے" (کلمات طیبات ص ۳۰)

عقد الجید مطبوعہ صدیقی لاہور ص ۷۶ میں شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں :

"سئل عن ابی حنیفۃ اذا قلت قولاً وکتاب اللہ مخالفہ قال اترکوا قولی بکتاب اللہ فقیل اذا کان خبرًا لرسول صلی اللہ علیہ وسلم یخالفہ قال اترکوا قولی بخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فقیل اذا کان قول الصحابۃ یخالفہ قال اترکوا قولی بقول الصحابۃ" (رد المختار جلد اول شرح فقہ اکبر ص ۲۳۲ وروضۃ العلماء بروایۃ صاحب ھدایۃ)

یعنی امام صاحب نے فرمایا، اگر میں نے کوئی ایسی بات کہی ہو جو قرآنِ مجید کے مخالف ہو تو میری بات کو چھوڑ دو اور قرآنِ مجید کے مطابق عمل کرو۔ اور اگر مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف بھی کوئی بات سرزد ہوئی تو بھی میرے قول کو ترک کر دو اور حدیث پر عمل کرو — اور اگر کسی صحابی کے قول کے خلاف بھی میرا قول ثابت ہو، تو بھی میرا قول چھوڑ دو اور صحابی کے قول پر عمل کرو!

پس ان اقوال سے نہ صرف امام صاحب کا تقویٰ اور اتباع بالقرآن والحدیث کا ہی اظہار ہو رہا ہے بلکہ صاف طور پر ان کا اہلحدیث ہونا ثابت ہوتا ہے۔ مگر وائے افسوس کہ ان کے معتقدین کتاب و سنت اور صحابہ کے اقوال کے سوا کہ اپنے امام کے ان اقوال سے بھی روگرداں ہو چکے ہیں۔ اور موجودہ کتب فقہ پر جو امام صاحب

سے کئی سو سال بعد پانچویں صدی سے لے کر چودھویں صدی تک علی الترتیب مرتب ہوئیں، اپنے مذہب کا دارومدار سمجھے بیٹھے ہیں۔ حالانکہ ان کتب میں بیشمار ایسے مسائل درج ہیں جو ابو حنیفہ شیعہ اور معتزلہ وغیرہم کے اقوال میں سے ہیں۔

اس کا ثبوت ہم کئی طور پر دے سکتے ہیں۔ اول یہ کہ تمام کتب فقہ میں جو روایات بالفاظ "قال ابو حنیفۃ" درج ہیں، اس کا کچھ پتہ نہیں کہ قائل کون ابو حنیفہ ہے؟ آیا وہی ابو حنیفہ جو امام اعظم کے نام سے ملقب ہیں یا دوسرے اٹھارہ ابو حنیفہ میں سے کوئی؟

دوم۔ چونکہ ان کا سلسلہ اسناد کسی ایک ابو حنیفہ تک بھی بسند صحیح نہیں پہنچتا اس لئے بوثوق نہیں کہا جا سکتا کہ یہ قول ابو حنیفہ کا ہے بھی یا نہیں؟

سوم۔ کئی ایک معتبر ائمہ کی آراء ہمارے اس قول کی موید ہیں جن میں سے چند ایک بطور حوالہ درج کی جاتی ہیں:

۱۔ امام طحاوی اپنی کتاب الموسوم "عقیدہ ابی حنیفہ" میں لکھتے ہیں:

"معلوم ہو کہ کتب فقہ میں نہ صرف تمام ابو حنیفہ کے اقوال جمع ہیں بلکہ معتزلہ، قدریہ، شیعہ روافض، خوارج وغیرہ کے اقوال سے کتبِ فقہ مملو ہیں۔"

۲۔ منہاج السنۃ جلد ۴ صفحہ ۶۶ میں ہے:

"وکذالک الحنفی یخلط بمذہب ابی حنیفۃ شیئا من اصول المعتزلۃ والکرامیۃ والکلابیۃ ویضیفہ الی مذہبہ وھذا من جنس الرفض۔"

کہ "اسی طرح حنفیہ نے مذہب ابو حنیفہ کے ساتھ بہت سی اشیاء اور عقائد و اصولِ معتزلہ کرامیہ اور کلابیہ کو ملا دیا ہے اور ان عقائد و اصولِ باطلہ کو امام صاحب کے مذہب کی طرف نسبت کیا اور یہ جنس رفض شیعہ سے ہے۔"

۳۔ مولانا عبدالقادر بدایونی حنفی نے بوارق شیخ نجدی میں لکھا ہے:

"اندراج خوارج و معتزلہ و قدریہ و کتب حنفیہ ازحد است ہزاراں ہزار خوارج و معتزلہ و قدریہ درفروع فقہ حنفی مذہب بودہ اند۔"

الغرض سب مسائل فقہ کو صحیح سمجھنا اور تمام مسائل کو مذہب حضرت امام ابو حنیفہ قرار دینا بعید از عقل و دور از انصاف ہے۔ چنانچہ اس کی تائید میں حضرت مولانا عبدالحی صاحب حنفی لکھنوی "اجوبہ فاضلہ" میں لکھتے ہیں:

"اسی وجہ سے علماء نے صاف کہہ دیا ہے کہ کچھ اعتبار نہیں ان احادیث کا جو فقہ کی بڑی بڑی کتابوں میں نقل کی جاتی ہیں"

اور عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ میں فرماتے ہیں:

"کیونکہ بہت سی احادیث فقہ کی معتبر کتابوں میں ذکر کی گئی ہیں حالانکہ وہ موضوع اور بنائی ہوئی ہیں۔ ان پر اعتقاد نہ کر لیا جاوے"

اب غور فرمائیے کہ جب احادیث کتبِ فقہ کا یہ حال ہے تو پھر مسائل فقہ کا تو اللہ تعالیٰ ہی حافظ ہے۔ وہ کب صحیح ہوں گے۔

پس یاد رکھنا چاہیئے کہ کتبِ فقہ میں جو مسائل وعقائد و اقوال درج ہیں وہ بیس[۱] ابو حنیفوں کے ہیں۔ (ان کا ذکر آگے بالتفصیل آئے گا) جو اکثر معتزلہ، مرجیہ، قدریہ، زیدیہ، روافض، خوارج وغیرہ میں سے تھے۔ اور ان مسائل کو ناحق امام ابو حنیفہؒ الملقب امام اعظم کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے حالانکہ امام صاحب ان موضوعہ مسائل فقہ سے (جو قرآن و حدیث کے یکسر خلاف ہیں) بری الذمہ ہیں اور ان کے فرشتوں کو بھی ان کا علم نہ تھا۔

کتبِ فقہ کے چند مسائل:

چنانچہ ہم اس دعویٰ کی تصدیق کیلئے کتبِ فقہ کے ان بیشمار مسائل میں سے، جو نہ صرف قرآن و حدیث ہی کے برخلاف ہیں بلکہ عقلاً بھی نہایت غلط اور مکروہ معلوم ہوتے ہیں، مشتے نمونہ از خروارے لکھے دیتے ہیں تاکہ ناظرین کرام کو یقین کامل ہو جائے کہ موجودہ کتبِ فقہ امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کی نہیں ہیں اور لاعلم حنفی غلطی سے ان مسائل کو امام صاحبؒ کی طرف منسوب کر رہے ہیں:

۱۔ فقہ کی معتبر کتاب جلد اول صفحہ ۶۶۶ میں ہے:

"ومن تزوج امرأۃً لا یحلّ لہ نکاحُھا فوطیھا لا یجبُ علیہِ الحدُّ عند ابی حنیفۃ لکنہ یوجع عقوبۃً اذا کان علم ذالک"

کہ "جس شخص نے اس عورت سے نکاح کیا جو اس کو حلال نہ تھی، مثل ماں بہن، بیٹی وغیرہ، جن کو حرام کیا خدا نے۔ پھر صحبت کی اس سے، تو ابو حنیفہؒ کے نزدیک ان پر حد نہیں" اور کہا

---

[۱] چونکہ ابو حنیفہ نام کے کئی آدمی ہیں۔ اس لئے آئندہ ہم امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کو تخصیص کی خاطر "امام ابو حنیفہؒ" یا "امام صاحبؒ" لکھیں گے۔ جبکہ دیگر کیلئے "امام" کا لفظ استعمال نہیں ہوگا۔

امام ابو یوسفؒ، اور محمدؒ اور شافعیؒ نے، اس پر حد ہے "اذا کان عالماً بذالك" اور
ابو حنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ اس عقد نے محل کو پایا ہے - کیونکہ آدم کے بیٹوں سے توالد و
تناسل مقصود ہے، یہ نکاح صحیح ہے!

اب آپ ہی انصاف فرمائیے کہ اس مسئلہ کو امام صاحبؒ کا مذہب قرار دینا کفر کا دروازہ کھولنا ہے
یا نہ؟ - نعوذ باللہ من ذالک، یہ مذہب تو شیعہ ابو حنیفہ کا ہے!

۲ - ایک اور مسئلہ کتبِ فقہ میں قرآن و حدیث کے بالکل خلاف ہے، ملاحظہ فرمائیے:

"اِنَّ مَا اَخَذَتْهُ الزَّانِيَةُ اِنْ كَانَ بِعَقْدِ الْاِجَارَةِ فَحَلَالٌ عِنْدَ الْاِعْظَمِ لِاَنَّ اجْرَ الْمِثْلِ
طَيِّبٌ وَاِنْ كَانَ السَّبَبُ حَرَامًا" (چلپی بحوالہ محیط برحاشیہ شرح وقایہ
ھروی مطبوعہ نولکشور ص ۲۹۵)

یعنی جو چیز کہ لے عورت زنا کرنے والی (بدلے زنا کے) اگر لیا ہے مقرر کر کے تو حلال ہے، امام
اعظم کے نزدیک - اس لئے کہ تحقیق مزدوری یعنی مثل کی طیب ہے خواہ وہ سبب (کہ جس کے
بدلے مزدوری لیتی ہے) حرام ہی ہے"

استغفر اللہ، بھلا کون ہے جو اس کو صحیح مان کر زنا کا دروازہ کھول دے؟ یہ محض امام صاحب پر بہتان ہے -

۳ - اب آگے چلئے، تصویر کا دوسرا رخ بھی ملاحظہ فرمائیے - فتاویٰ قاضی خاں جلد ۳ ص ۴۰۶، نیز کنز الدقائق
مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۱۶۸ میں ہے:

"وَلَوِ اسْتَاجَرَ اِمْرَاَةً لِيَزْنِيَ بِهَا لَا يُحَدُّ فِيْ قَوْلِ اَبِيْ حَنِيْفَة"

یعنی اگر کوئی شخص خرچہ دے عورت کو واسطے زنا کرنے کے، پس اگر زنا کیا اس نے ساتھ اس کے،
نہ حد ماری جاوے اس کو بقول ابو حنیفہ کے"

چلو چھٹی ہوئی، عورت کو بھی اجازت اور مرد کو بھی جائز، نہ معلوم پھر زنا کس درندے کا نام ہے اور
نکاح کی قید شریعت نے کیوں لگائی ہے؟

۴ - ان امام صاحب کے ظاہری نام لیواؤں نے زنا کو جائز کر ہی لیا تھا، اب شراب کی کسر باقی تھی، لیجئے وہ
کانٹا بھی نکل گیا - کہتے ہیں کہ اس مقدار تک شراب پی لینی جائز ہے کہ جب تک نشہ نہ کرے - نیز نیت
صاف ہو یعنی قوت حاصل کرنے کی نہ کہ فضول لہو و لعب کی - دیکھئے ہدایہ مترجم مطبوعہ نولکشور،
جلد ۴ ص ۱۳۱، نیز شرح وقایہ عربی مطبوعہ نولکشور ص ۴۴۳ میں صاف لکھا ہے!

"وَنَبِيْذُ التَّمْرِ وَالزَّبِيْبِ مَطْبُوْخًا اَدْنٰى طَبْخَةٍ وَاِنِ اشْتَدَّ اِذَا شُرِبَ فَلَمْ

بالکحوق لعب بل لیقصد التقوی "

یعنی نبیذ کھجور کا اور انگور خشک کا جب تھوڑا سا پکا لیا جاوے۔ اگرچہ اس میں نشہ پیدا ہو جاوے۔ لیکن ان کا اس مقدار تک پینا درست ہے کہ نشہ نہ کرے۔ اور لہو و طرب کے قصد سے نہ پیئے بلکہ قوت کے لیئے پیئے!

فتاوٰی قاضی خاں جلد ۲ صفحہ ۳۰۷ میں نبیذ کی تعریف لکھی ہے:

"نبیذ کہتے ہیں ہر مستی والے انگور کے پانی کو خواہ کچا ہو یا پکا یا ہوا ہو" ہدایہ چھاپہ مصطفائی ج ۲، ص ۴۸۱) میں ہے:

"لان المفسد هو القدح المسكر وهو حرام عندنا"

کہ " فساد کرنے والا وہی پیالہ ہے جو کہ نشہ لانے والا ہے اور وہ حرام ہے نزدیک ہمارے!

یعنی اخیر کا پیالہ جو کہ نشہ لاتا ہے، وہی حرام ہے۔

فتاوٰی قاضی خاں جلد ۴ صفحہ ۳۷۰ کے حاشیہ پر اور فتاوٰی عالمگیری مطبوعہ دہلی جلد ۵ کے صفحہ ۱۵۲ میں ہے:

"اذا شربت تسعة اقداح من نبيذ التمر ولا يجر اليه العاشر فسكر لم يحد كذا في السراجية"

یعنی "کھجور کے نبیذ کے اگر نو پیالے پیئے اور نشہ نہ آوے، دسواں پیالہ پینے کے بعد نشہ آوے تو حد نہ ماری جاوے"

گویا نو پیالوں تک شراب پینی حلال ہے۔ لیکن اگر دسواں پیالہ پینے کے بعد اگر نشہ آجاتا ہے تو حد اس وقت بھی واجب نہ ہوگی بلکہ حد اس وقت واجب ہوگی، کہ اتنی شراب پیئے کہ زمین اور آسمان کو بھی نہ پہچان سکے۔ اور شراب پینی اس وقت حرام ہوگی جبکہ بیہودہ بکنے لگ جاوے۔

چنانچہ شرح وقایہ نولکشوری صفحہ ۱۶۸ و در المختار نولکشوری ص ۴۵۲ و فتاوٰی عالمگیری مطبوعہ دہلی ج ۲ ص ۷۵ میں ہے،

"اعلم ان السكر عند ابی حنيفة فی حق وجوب الحد ان لا يعرف شيئا حتى الارض من السماء وفی حق الحرمة من الاشربة ان يهذی وعندهما ان يهذی مطلقا واليه مال اكثر المشائخ"

یعنی "جان تو کہ حد نشہ کی نزدیک ابو حنیفہ کے واجب اس وقت ہوگی کہ کچھ نہ پہچانے،

یہاں تک کہ زمین کو آسمان سے فرق نہ کر سکے۔ اور حرمت میں شرابوں کے یہ ہے کہ بیہودہ بکنے لگ جاوے۔ اور یہی مذہب ہے ابو یوسف و محمد کا اور اسی طرف مائل ہوئے ہیں اکثر مشائخ!

کہئے صاحب، یہ کون دھرم ہے؛ جب حرمتِ خمر قرآن سے ثابت اور احادیثِ صحیحہ سے متفق ہو تو پھر حلال بتلانے والے ابو حنیفہ کون؟ —— ادھر تو حکم ہوتا ہے:

"مَا اَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ"

"یعنی جو چیز زیادہ، نشہ لانے والی ہو، اس کا تھوڑا سا بھی حرام ہے!"

(ترمذی، ابوداؤد، نسائی وغیرہ)

—— لیکن یہاں تو نو نو پیالوں تک کی اجازت مرحمت فرمائی جارہی ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار!

۵۔ شراب کو سرکہ بنا کر استعمال کرنے کے متعلق بھی حدیث میں ممانعت آئی ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ کسی نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا کہ "حضور، اگر شراب کا استعمال منع ہو گیا ہے تو کیا اس کا سرکہ بنا کر استعمال کر لیا جاوے؟ آپؐ نے فرمایا، ہرگز نہ وہ بھی حلال نہیں!"

مگر ادھر ہمیں ہدایہ مصطفائی جلد ۲ صفحہ ۴۸۳ پر یہ لکھا ہوا ملتا ہے کہ "شراب کا سرکہ بنانا حلال ہے۔ اور یہ مذہب امام اعظمؒ کا ہے!"

فتاویٰ قاضی خان مطبوعہ نولکشور جلد اول صفحہ ۶ میں ہے:

"وكذلك جُبُّ الْخَمْرِ اذا صار خلاً وَحُكِمَ بطهارةِ الجُبِّ"

"اور اسی طرح شراب کا مٹکا جب سرکہ ہو جاوے اور جو اس میں ہے (یعنی شراب) اس کی پاکی کا حکم دیا جاوے تو مٹکے کی پاکی کا حکم بھی دیا جاتا ہے"

۶۔ الغرض شراب کو حلال بنانے کے متعلق کتب فقہ میں اس قدر ایڑی چوٹی تک کا زور لگایا گیا ہے کہ کوئی شق اور کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا گیا۔ اسی فتاویٰ قاضی خاں کے صفحہ ۱۴ پر ہے کہ:

اگر کھانے کی ہنڈیا میں شراب ڈالی گئی، پھر اس پر سرکہ ڈالا گیا۔ اور وہ کھانا مع شراب ترش ہوگیا، ایسا کہ ترشی کے سبب اس کا کھانا مشکل ہو گیا تو اس کے کھانے کا کچھ مضائقہ نہیں ہے!

شراب کے کل مسائل کو اسی پر قیاس کر لینا چاہیے کہ جب اس میں سرکہ ڈالا جاوے اور وہ کھٹا ہو جاوے تو اس کے کھانے کا مضائقہ نہیں۔

اور سنئے، فقہ حنفی کی معتبر کتاب اسی فتاویٰ قاضی خاں جلد اول ص ۱۰۰ پر ایک اور مسئلہ لکھا ہے

کہ جسے عقل نہ مانے اور نہ قیاس، بلکہ سلیم الطبع انسان اس کو سنتے ہی دل سے متنفر ہو جائے:

" وهو هذا اذا فارة وقعت في خمر ثمّ استخرجت قبل التفسّخ ثمّ صارت خلاً فلا بأس بأكله "

یعنی " اگر شراب کے مٹکے میں چوہا جا پڑا، پھر چھوٹنے سے پہلے نکالا گیا، پھر اگر شراب کا سرکہ بن گیا تو اس کے کھانے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے!"

۷ - ہدایہ[1] جلد اول صفحہ ۱۹۳، جلد ۲ صفحہ ۱۲۵، شرح وقایہ صفحہ ۲۴۷، کنز الدقائق صفحہ ۲۵۰، عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۰۷، درالمختار صفحہ ۳۸، قاضی خاں جلد ۳ صفحہ ۱۱۰ پر ہے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک جھوٹی گواہی گزار کر بیگانی عورت کے لے لینے اور اس سے صحبت کرنے سے کوئی گناہ نہیں ہے"! (معاذ اللہ!)

۸ - اور سنو، درمختار جلد ۲ صفحہ ۲۲ عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۲۷، کنز صفحہ ۱۱۲ پر ابو حنیفہ کا قول لکھا ہے کہ:

" عورت نے جھوٹے گواہ پیش کر کے دعویٰ کیا کہ میرا فلاں مرد سے نکاح ہو گیا اور قاضی نے تسلیم کر لیا تو مرد کو اس سے وطی کرنا جائز ہے"!

اب کوئی منصف مزاج کہدے کہ کیا یہ قول امام صاحب کا ہو سکتا ہے؟ نعوذ باللہ! نہیں، اور ہرگز نہیں! تو پھر جن کتب میں ایسا لکھا ہے وہ معتبر ہو سکتی ہیں؟ (کہدو ہرگز نہیں!)

۹ - آگے چلیے، فتاویٰ عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۲۷ پر لکھا ہے کہ:

" ابو حنیفہ کے نزدیک متعہ جائز ہے مگر جبکہ اس کی مدت اس قدر دراز ہو کہ آدمی اس مدت تک زندہ نہ رہ سکے"!

۱۰ - اور سنئے:

---

[1] نمبر ۷ سے آگے جتنی کتابوں کا حوالہ دیا گیا ہے، یہ کتب فقہ کے تراجم کا حوالہ ہے۔ مثلاً عین الهدایہ ترجمہ ہدایہ، نور الہدایہ، ترجمہ شرح وقایہ، غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار، فتاوی ہندیہ ترجمہ فتاوی عالمگیری، احسن المسائل ترجمہ کنز الدقائق، صلوٰۃ الرحمان ترجمہ منیۃ المصلی وغیرہ وغیرہ۔

یہ وضاحت ہم نے اس لئے کر دی ہے کہ ہمارا اصل کتب عربی کو دیکھ کر کہہ دیا جائے کہ حوالہ غلط دیا گیا ہے۔

"ابوحنیفہ کے نزدیک لونڈ وں سے بدفعلی کرنا (اغلام کرنے سے) حد نہیں آتی" (درمختار جلد ۲ صفحہ ۱۵۱، عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۶۷۳، ہدایہ جلد ۲ صفحہ ۵۰۴، شرح وقایہ ص ۳۳۱، کنز صفحہ ۱۹۲، قدوری ص ۲۳۶)

۱۱ - ہدایہ جلد اول صفحہ ۲۹۹ پر ہے کہ عند ابوحنیفہ:

"روزہ دار کو اغلام کرنے سے روزہ کا کفارہ نہیں آتا"! استغفر اللہ، نعوذ باللہ!

۱۲ - اور لیجئے، زنا کرنے اور شراب پینے کی اجازت تو مل ہی چکی تھی، اب سود رہ گیا تھا، سو وہ بھی حلال ہو گیا۔ ملاحظہ ہو عالمگیری جلد ۳ صفحہ ۱۹۰، شرح وقایہ صفحہ ۳۹۹ میں امام ابوحنیفہ کا قول نقل ہے کہ:

"مسلمان مسلمان سے دارالحرب میں سود لے تو جائز ہے"!

۱۳ - منا تھا کہ سور حرام ہے اور اس کا گوشت پوست، بال، ہڈی وغیرہ بھی سب ناجائز و حرام ہیں۔ مگر کتب فقہ میں اس کی بھی حلت اور تجارت و استعمال جائز لکھا ہے۔ حتی کہ اس کی کھال کو دباغت سے پاک کر دیا گیا ہے۔ مگر یہاں تو صرف امام ابوحنیفہ (جو کتب فقہ میں ایک فرضی نام رکھ لیا گیا ہے) کا قول مطلوب ہے خواہ یہ ہی کیوں نہ لکھ دیا جاوے کہ "سور کے بال سے موزہ سینا جائز ہے"![1]

"سور نمک سار میں گر کر نمک ہو جائے تو پاک ہے"[2]

"سور نجس العین نہیں، اس کی بیع جائز ہے"![3]

(۱) دیکھئے علی الترتیب درمختار جلد ۳ ص ۸۰، عالمگیری جلد ۳ ص ۱۸۱ و جلد ۴ صفحہ ۳۲۴، ہدایہ جلد ۳ ص ۸۰، و جلد ۴ صفحہ ۲۹۶، شرح وقایہ ص ۲۸۲، کنز ص ۱۰۸ ——— (۲) عالمگیری ج ۱ ص ۶۔ ——— (۳) منیۃ المصلی صفحہ ۷۴، درمختار جلد ۴ صفحہ ۱۲۷)

۱۴ - قرآن مجید کی بہت سی آیات اور کتب و احادیث میں بیشمار جگہ پر اس امر کی صراحت موجود ہے کہ ہر ایک مومن کا ایمان موافق ان کے مدارج و عمل و عقیدہ کے کم و بیش ہوتا ہے۔ مگر کتب فقہ (فقہ اکبر صفحہ ۱۱، شرح فقہ اکبر ملا علی قاری حنفی صفحہ ۱۰۵، شرح عقائد نسفی نولکشوری ص ۹۰) میں صاف لکھا ہے کہ امام اعظم کے نزدیک ایمان نبیوں، ولیوں، فرشتوں بلکہ تمام نیکوں، بدوں، فاسقوں، فاجروں کا برابر ہے۔ کسی کے ایمان میں کچھ کمی زیادتی نہیں" توبہ توبہ!

۱۵ - اسی طرح قرآن مجید کی صریح آیت کے خلاف امام ابوحنیفہ کا رضاعت کو دو برس کی بجائے ڈھائی برس کہنا اور ان کے شاگرد امام زفر کا تین برس تک اجازت دینا کس قدر اندھیر کا مقام ہے (ملاحظہ ہو درمختار ج ۲ ص ۱۸، شرح وقایہ ص ۲۶۱)

کیا اس قسم کے مسائل کو جو ہزاروں میں سے چند ایک بطور نمونہ لکھے گئے ہیں، پڑھ کر کوئی شخص یہ باور کر سکتا ہے

کہ یہ اسی امام ہمام، جو ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی کے نام سے نامزد ہیں اور جن کا زہد و اتقا ہمارے رنگِ عالم میں مسلم ہے ، کے بتائے ہوئے ہیں ۔ اگر فی الحقیقت یہ انہی کے ہیں تو ایسی حنفیت کو ہمارا دور سے سلام ۔ اور اگر انکے نہیں ہیں (اور ہمارا دعویٰ ہے ، کہ یقیناً نہیں ہیں) تو پھر ایسی کتابیں مشکوک قابلِ ترک اور لائق رد ہیں ۔

(جاری ہے)

ترجمان کی ایجنسیاں

- ملک اینڈ سنز نیوز ایجنٹ بک سیلرز، ریلوے روڈ سیالکوٹ ۔
- قریشی بک ڈپو شکرگڑھ ۔ ضلع سیالکوٹ ۔
- محمد سعید صاحب ایجنسی کھجور مارکہ صابن ، بازار ناندلیانوالہ ضلع فیصل آباد
- حاجی ملک محمد ابراہیم صاحب دکاندار مین بازار ٹیکسلا تحصیل و ضلع راولپنڈی ۔
- مولانا محمد عبداللہ صاحب ، خطیب جامع اہلحدیث ، صدر ، راولپنڈی ۔
- حکیم محمد یوسف صاحب زبیدی جامع مسجد اہلحدیث ۔ شاہ فیصل شہید روڈ لعل چند باغ میرپور خاص (سندھ)
- منشا بک سٹال بالمقابل ریلوے سٹیشن گوجرانوالہ ٹاؤن ۔
- خواجہ نیوز ایجنسی لودھراں ، ضلع ملتان ۔
- حافظ عبدالحق صاحب معرفت مولوی علی احمد صاحب کریانہ سٹور، تحصیل بازار ، بہاولنگر
- مرکز ادب حسین آگاہی ، ملتان شہر ۔
- محمد ابراہیم صاحب نیوز ایجنٹ ، عباس سائیکل ورکس ، بلاک نمبر ۱۹ ، سرگودھا ۔
- مولانا محمد اسماعیل صاحب خادم مسجد ایمن پور بازار ، فیصل آباد
- میاں عبدالرحمان حماد صاحب خطیب جامع مسجد اہلحدیث ، قبولہ ضلع ساہیوال ۔
- محمود برادرز کریانہ مرچنٹس ، چمن بازار ، ہارون آباد ، ضلع بہاولنگر ۔
- مولانا محمد حنیف صاحب دار الحدیث چینیانوالی کوچہ چابک سواراں ۔ لاہور ۔
- محمد الیاس صاحب کمبوہ ، کمبوہ ہوٹل ، شہدادکوٹ ۔ ضلع لاڑکانہ (سندھ)
- حامد برادرز ، چوک انارکلی ۔ لاہور ۔
- کاشانۂ ادب ، چوک نیلا گنبد ۔ لاہور ۔